اور وہ مدارج اپنی اپنی جگہ کون سے تاریخی تقاضے رکھتے ہیں؟

ان تقاضوں نے ہماری عملی زندگی میں معیاری اسلام سے اس قدر بُعد کیوں پیدا کر دیا ہے؟

وہ کون سے مؤثرات ہیں جنہوں نے معیاری دین سے معمول بہ دین کو اس درجہ مختلف بنا دیا ہے کہ ہمارا اعتماد متزلزل ہو کر رہ گیا ہے؟

جب تک ان مسائل کا حل مہیا نہ کیا جائے، نوجوانوں کا اعتماد قوم کے مستقبل کی نسبت بحال ہو سکتا ہے نہ مناسب نصاب تیار ہو سکتا ہے، نہ پاکستان کی ترقی کی خاطر مذہبی اور اخلاقی، سیاسی اور معاشی، معاشرتی اور تعلیمی اعتبار سے جدوجہد کا کوئی رخ متعین ہو سکتا ہے۔

ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے
پھونک ڈالے یہ زمین و آسمان مستعار
اور خاکستر سے اپنا اک جہاں پیدا کرے
زندگی کی قوت پنہاں کو کر دے آشکار
تا یہ چنگاری فروغ جاوداں پیدا کرے
خاکِ مشرق پر چمک جائے مثالِ آفتاب
تا بدخشاں پھر وہی لعلِ گراں پیدا کرے
سوئے گردوں نالۂ شب گیر کا بھیجے سفیر
رات کے تاروں میں اپنے رازداں پیدا کرے
یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

شلوار اور پتلون کے پائنچوں کا شرعی حکم
ایک تحقیق

محمد عارف خان ساقی

لیکچرار شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

ہمارے سامنے ''بچوں کا اسلام'' نامی رسالے کا ۲۲ دسمبر ۲۰۰۲ء کا شمارہ ہے۔ ''خوفناک'' کے زیرِ عنوان اس میں ایک مضمون طبع ہوا ہے۔ جو جنید زید صاحب کی تحریر ہے۔ مضمون نہایت پر اثر اور پر مغز ہے۔ ایک اہم شرعی مسئلے کو جو عرصے سے ہمارے عوام میں موضوع بحث ہے، کہانی کے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ بہت مختصر مگر جامع۔ مضمون نگار نے اسے دلنشین اور ہمہ جہت بنانے کی پوری کوشش کی ہے اور بڑی حد تک اپنے اس مقصد میں وہ کامیاب بھی رہے ہیں۔ ہمیں اس لحاظ سے بھی یہ انداز اچھا لگا کہ مذہبی اور معاشرتی اقدار کا بار امانت نئی نسلوں کو منتقل کرنے کا آج یہی خوبصورت ترین طریقہ اور ذریعہ ہے۔ تاہم مضمون میں ایک سنگین غلطی بھی موجود ہے۔ مضمون نگار کا اس معاملے میں کوئی قصور بھی نہیں کہ انہوں نے تو وہی لکھا اور نئی نسل کو پہنچایا جو پچھلی نسل نے ان کو دیا تھا۔ اسی طرح اس نسل کو بھی ان کے اگلوں نے مسئلے کی نوعیت شاید یہی بتائی تھی۔ اس کی ہیئت کب بدلی اور مسلمہ قوانین اور طے شدہ اصولوں کو اس معاملے میں کیوں پامال کیا گیا؟ کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ تاہم اتنا ضرور ہے کہ کھلے ذہن کے ساتھ شریعت کے